توحید

تحریر:
محمود مرزا جہلمی
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ صدائے مسلم لاہور

عقیدۂ توحید اسلام کا وہ مہتم بالشان نظریہ ہے جو اسے تمام ادیانِ باطلہ سے ممیز کر دیتا ہے۔ اسلام کی انقلاب آفرینی عقیدۂ توحید سے جنم لیتی ہے۔ توحید جمود کو توڑتی اور اہل توحید کو ہر آن، ہر لحظہ نئی سے نئی منازل اور اعلیٰ سے اعلیٰ مقام سے آشنا کرتی ہے۔ یہ عبد کو ارضی قیود سے نکال کر روحانی طور پر اتنا بالیدہ کر دیتی ہے کہ معبود خود اس پر فخر کرنے لگتا ہے۔ مثلاً رمضان شریف کے بعد صبح عید الفطر کو عباد صالحین و موحدین کے قافلے اس کی تکبیر کے ترانے بلند کرتے ہوئے عید گاہ کو رواں دواں ہوتے ہیں تو رب العالمین اپنے ملائکہ مقربین کو متوجہ کرتے ہیں کہ دیکھو، میرے بندے یہ ہوتے ہیں۔ ان کی یہی عبودیت تھی جسے سامنے رکھ کر میں نے تم پر ان کو فضیلت عطا کی تھی۔

ہم نے توحید کو انقلابی قوت کہا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے صحابہؓ کو درس توحید دیا اور تیرہ سالہ مکی زندگی میں یہی سبق ان کے دل و دماغ میں اس طرح راسخ و مرتسم کر دیا کہ وہ دوسرا ہر سبق بھول گئے۔ صحابہؓ کا تعلق عرب کے انہی متمرد و سرکش قبائل سے تھا جو تہذیب و شائستگی اور قانون کی حکمرانی یا اطاعت امیر کے جذبات سے نا آشنا تھے۔ جو اتنے گردن کش تھے کہ اپنی انا کی تسکین اپنی بیٹیوں کو زندہ در گور کر کے کرتے تھے اور اپنی بربریت کی یہ خونچکاں داستانیں دار الندوہ میں فخریہ طور پر سنایا کرتے تھے۔ یہ لات و منات کے پجاری جب درس گاہِ محمدیؐ میں داخل ہوئے اور اسلام کا کلمۂ توحید پڑھا تو صرف جہانگیر ہی نہ ہوئے بلکہ جہاں آرا ہوئے اور دنیا میں تہذیب و تمدن کے بانی ہوئے۔ عقیدۂ توحید کے یہ پیروکار ہی آگے چل کر، نبی اکرم ﷺ کی وہ متاع بنے جسے اللہ تعالیٰ نے گلشنِ اسلام فرمایا۔ جو ﴿یعجب الزراع﴾ ''کسانوں کو خوش کرنے لگا'' کے مصداق اور ﴿لیغیظ بھم الکفار﴾ ''تاکہ ان کی وجہ سے کافروں کو چڑائے'' کی وجہ ہوئے۔ ان سب کی کیا صفت تھی؟ صرف توحید! جو رب کعبہ کو اتنی بھائی کہ اس نے اپنی دنیا کی امامت ان کو دے ڈالی اور انہوں نے اپنے نبی کے ماتحت، اللہ کی کائنات کو وہ رنگ عطا کیا جو ﴿صبغۃ اللہ﴾ کہلایا۔ توحید کے یہی علمبردار تھے جنہوں نے اللہ کی زمین کو اللہ کی پسند کے مطابق ڈھال دیا تھا۔

آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ توحید کا کوئی بھی تصور رسالتِ محمدیؐ پر ایمان لائے بغیر، ناقص و باطل ہے۔ توحید آخر کیا ہے؟ یہ کتنا کچھ مشکل مسئلہ ہے؟ میرے نزدیک یہ مسئلہ اتنا سادہ ہے

کہ اس کی تفہیم بڑی آسان ہے اور اس پر عمل کرنا بالکل ہی انسانی فطرت کا تقاضا ہے؟ ہمارے رب کریم صمد ہیں۔ وہ بے نیاز ہیں۔ توحید ہمیں غیر اللہ سے اسی طرح بے نیاز کر دیتی ہے جس طرح صمد خود بے نیاز ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا تعلیم فرمائی ہے۔ (..... واغننی بفضلک عمن سواک)'' (اے اللہ) مجھے اپنے سوا سے، اپنے فضل سے غنی (بے نیاز) فرما دے۔'' یہ بے نیازی کیا ہے؟؟ یہ ہمیں غیر اللہ سے بے نیاز کر کے کماحقہ عبد الصمد بنا دیتی ہے۔ صمدیت، صفت باری تعالیٰ ہے، توحید ہمیں اس کی صمدیت کا مستحق کر دیتی ہے اور یہ نہیں ہوسکتا کہ عبد الصمد، کو صمد کبھی کسی چیز سے محروم کر دے اور اس کی توجہ غیر اللہ کی طرف ہو جائے۔ محتاجی کس چیز کی ہے۔ رزق کی، اولاد کی، دولت کی، صحت کی، خوشی کی، حاجت کی، مشکل کی، ذات باری تعالیٰ نے یہ تمام اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے تاکہ جسے ان اشیاء کی ضرورت ہو، وہ اس سے طلب کرے، حاجت روائی، مشکل کشائی، فریاد رسی کے سارے اختیارات اپنے ہاتھ میں رکھے تاکہ اس کا کوئی بندہ، اپنی حاجت، اپنی فریاد، اپنی مشکل کسی غیر اللہ کے سامنے پیش نہ کرے۔ وہ یہ چاہتا ہے سجدہ صرف اس کو کیا جائے، عبادت صرف اس کی، کی جائے، نذر، نیاز، منت اسی کے نام پر پیش کیا جائے۔ پکار اسی کیلئے مخصوص ہو۔ ثواب کی نیت سے سفر بیت اللہ، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کا کیا جائے۔ بوسہ صرف حجر اسود کو دیا جائے یا والدین کے ہاتھ یا پیشانی چوم لئے جائیں۔

ان سب باتوں پر غور کریں کہ آخر ان کی بجا آوری میں کیا مشکل ہے؟ کیا ہمارے لئے یہ ایک بڑا انعام اور ایک بڑی آسانی نہیں ہے کہ در در پر جھک مارنے کی ذلت سے ہمیں محفوظ کر دیا گیا ہے۔ یہ جھک مارنا اس لئے ہے کہ اگر کوئی در در پر سر جھکاتا ہو، سینکڑوں درباروں میں حاضری بھرتا ہو، سینکڑوں درگاہوں کی خاک پھانکتا ہو بے شمار حاجت رواؤں، مشکلکشاؤں، غوث، قطب، ابدال وغیرہ کو پکارتا ہو جبکہ حقیقت میں کہیں سے بھی اس کی حاجت روائی نہ ہوتی ہو اور وہ زعم باطل میں یہ فعل عبث کئے ہی جاتا ہو تو اسے جھک مارنا نہ کہا جائے تو اور کیا کہا جائے۔ اسی فعل عبث کا نام شرک ہے۔ اسی کو بڑا ظلم کہا گیا ہے۔ جسے ناقابل معافی جرم کہا گیا ہے۔

شرک جہنم میں لے جانے والا ہے۔ یہ بڑا گھاٹے کا سودا ہے۔ دنیا میں در در کے دھکے اور لاحاصل دھکے، پھر ان پر یقینی دوزخ! جبکہ توحید جس میں ہمیں اس ساری ذلت وخواری سے بچانے کی ضمانت ہے اسی طرح یقینی جنت کا فیصلہ بھی ہے۔ ہم یہ سودا اگر نہ کریں تو ہماری بے وقوفی کی انتہا ہے۔ فرض کریں ایک شخص نے قبول اسلام کے بعد بڑے گناہ کئے اور اعمالِ صالحہ کا اندراج اس کے نامہ اعمال میں نہ ہو مگر وہ شرک سے مجتنب رہا تو اس کیلئے یہ فیصلہ موجود ہے کہ اگر وہ ذاتِ غفور ورحیم چاہے تو اس کے سارے گناہوں پر خط تنسیخ کھینچ دے اور اسے اپنی جنت میں داخل

کر دے۔ اس کے برعکس تہجد گزار، شب زندہ دار، صائم الدہر، قائم اللیل۔ غازی و مجاہد، نمازی حاجی، خدارسیدہ، ازکیا واتقیا اور ہر روز پانچ کی جگہ سات نمازیں پڑھنے والے زہاد، اپنی نیک کمائی سے زکوٰۃ اور صدقات خیرات دینے والے، حقوق العباد ادا کرنے والے اگر اللہ کے حق توحید میں رائی کے دانے کے برابر بھی شرک کا کھوٹ ڈال گئے تو ان پر دوزخ واجب اور جنت حرام ہونے کا فیصلہ بھی موجود ہے۔ اب عقل کیا کہتی ہے؟ فیصلہ خود کر لیں۔ ان دونوں سودوں میں اپنے سود و زیاں کو دیکھ لیں۔ ایک طرف کوچہ اغیار کے، بے ثمر، لا حاصل اور عبث دھکے اور یقینی دوزخ بلکہ دوسری طرف توحید پر ثابت قدمی کے نتیجے میں یقینی جنت کی ضمانت موجود ہے۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ توحید کے سارے تقاضے تو پورے کئے جائیں مگر عمل کے میدان میں کوئی توشۂ آخرت نہ کمایا جائے۔ ایمان بالتوحید کے بعد فوراً اعمال صالح کا حکم قرآن میں بار بار آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل توحید پر اپنا خاص فضل و کرم فرماتے ہیں اور اپنی جناب پاک سے ان کے دلوں میں نیکی کا داعیہ پیدا فرما دیتے ہیں یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ موحد، نیکی سے بیگانہ رہے۔ جب یہ فیصلہ سنایا جاتا ہے کہ شرک کے سوا ہر گناہ کو اللہ تعالیٰ چاہیں تو معاف فرما دیں گے تو اس میں دراصل شرک کی انتہائی مذمت کی جاتی ہے اور اس سے بچنے کی تاکید کی جاتی ہے۔ اس سے میدانِ عمل میں سستی دکھانے اور نیکی سے بے رغبتی کی اجازت نہیں نکلتی۔ توحید کو رأس الطاعات فرمایا گیا ہے۔ گویا عبادات، حسنات وطیبات کا سرچشمہ توحید ہے۔ دلِ موحد سرچشمۂ جمیع ہدایات ہے۔ اس پر چشمہ کا آبِ حیات، گلزارِ عمل کو سینچتا اور اسے سدا بہار رکھتا ہے۔ غنچۂ دل، توحید سے تازہ رہتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت بالا طاعت جب اس میں شامل ہوتی ہے تو وہ بہارِ جاوید جنم لیتی ہے جسے قرآن میں ﴿یعجب الزرّاع﴾ ''کسانوں کو خوش کرنے لگا'' کہا گیا ہے۔ اسی کیفیت کا اثر ہے کہ ساکنانِ ارض کو عرش کے نوری باسیوں پر فضیلت ملی۔ اس لئے موحد لامحالہ میدانِ عمل کا شہسوار ہوتا ہے۔ دل موحد تڑپتا ہے کہ اپنے وحدہٗ لاشریک رب کی حمد کے ترانے گاتا رہے اور یہی وہ دل ہوتا ہے جس کا نعرہ ہے ''جو دم غافل سو دم کافر''! وہ ذکر الٰہی سے غافل نہیں ہوتا اور اسی طرح اس کا الٰہ اس کا ذکر کرتا ہے۔ یہ نقشہ جو ہم نے کھینچا ہے، اسے الٹ دیں تو یہ تصویر سامنے آتی ہے کہ توحید جو رأس الطاعات ہے، وہ نہ ہو اور عبادات و حسنات اگر ہوں تو ان کی مثال اس دھڑ کی ہے جس پر رأس یعنی سر نہ ہو۔ سر کے بغیر دھڑ مردہ ہے توحید شجر اسلام کی جڑ ہے، جڑ ہی نہ ہو تو شجر کی ہریالی کہاں ہوتی ہے۔ سو شجر عمل اور کشتِ اسلام کی ساری دل ربائی، رعنائی و رنگینی توحید سے ہے۔ جوہری درّ ناسفتہ کا خریدار و طلبگار رہتا ہے۔ توحید درّ ناسفتہ کی طرح ہے۔ جس طرح ایک نہایت ہی باریک سوراخ جوہری کے ہاں درّ کو ناقابل اعتنا کر دیتا ہے ٹھیک اسی طرح توحید کے زرِ خالص میں شرک کی رائی بھر آمیزش سے سارا دفترِ عمل عنداللہ مردود ہو جاتا ہے۔ والحمدللہ رب العالمین